شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن هدى للناس وبينات من الهدى والفرقان

رمضان المبارک

کے ۳۰۰ اہم مسائل

شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا مفتی محمد زر ولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

احسنی کتب خانہ
الجامعۃ العربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب کا نام

رمضان المبارک کے ۳۰۰ مسائل

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب

جمع و ترتیب

محمد ہمایوں مغل

ناشر

جامعہ عربیہ احسن العلوم

کتاب کی تیاری میں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ آیت، حدیث و فقہی عبارات میں غلطی واقع نہ ہو، پھر بھی اگر کہیں قارئینِ کرام کو کمی محسوس ہو تو ادارے کو مطلع فرمائیں، ادارہ شکر گزار رہے گا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ

رمضان المبارک کے ۳۰۰ مسائل

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

روزہ

(۱) روزہ کی شرعی تعریف یہ ہے کہ مخصوص چیزوں سے پرہیز کیا جائے اور وہ کھانا پینا اور جماع ہے یعنی صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک ان چیزوں کا استعمال ترک کرنا ہے۔

(۲) روزہ ہر مسلمان، عاقل، بالغ، تندرست انسان پر فرض ہے۔

(۳) غیر مسلم یا نابالغ یا مجنون پر روزہ فرض نہیں ہوتا ہے۔

(۴) روزے کی نیت فرض ہے اگر صبح سے شام تک بغیر نیت نہ کھائے اور نہ پیے تو یہ روزہ نہیں ہوا۔

(۵) واضح رہے کہ بیمار یا نابالغ یا مسافر پر روزہ رکھنا فرض تو نہیں لیکن اگر وہ روزہ رکھ لیں تو ان کا روزہ ہو جائے گا۔

(۶) روزے کی نیت کیلئے کچھ الفاظ پڑھنا غیر ضروری ہے کیونکہ نیت قلب کے ارادے اور قصد کو کہتے ہیں زبان سے بول لینا بہتر ہے۔

(۷) روزے کی نیت کے لئے یہ الفاظ ’’وبصوم غدٍ نویت من شهر رمضان‘‘ ہیں۔

(۸) لیکن محققین کے نزدیک کسی حدیث وروایت سے ثابت نہیں

ہیں صرف عربی جملے ہیں جو عوام سے لازماً نیت کرانے کیلئے تجویز کئے گئے ہیں۔

(۹) روزے کی حالت میں کچھ کھا لینا یا پی لینا بشرط ارادہ ونیت سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۱۰) کلی کرتے وقت یا ناک میں پانی ڈالتے وقت پانی حلق سے اتر گیا تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۱۱) کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی اور اس کے حلق میں اتر گئی تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۱۲) نہاتے وقت پانی حلق سے اتر گیا یا سوتے میں کچھ پیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۱۳) سنگریزہ، گٹھلی، ڈھلا، کپاس، کاغذ وغیرہ نگل لیا تو اِن سب سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۱۴) اگر کوئی ایسی چیز کھا لی گئی جو عموماً کھائی جاتی ہو مثلاً کچے چاول ،دال ،تربوز اور خربوزے کے چھلکے اور مٹی اور بہت سارا نمک تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔

(۱۵)　لیکن اگران چیزوں کے کھانے کا عادی ہوتو قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آئے گا۔

(۱۶)　اگر دانتوں کے بیچ میں پھنسا ہوا ریزہ نکالا گیا اور کھایا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن اِس صورت میں کفارہ نہیں ہے۔

(۱۷)　دانتوں کے اندر پھنسی ہوئی چیز اگر چنے سے کم ہوتو اس کے کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۱۸)　اگر چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہوتو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۱۹)　لیکن باہر سے کوئی چیز بھی کھائی گئی وہ تھوڑی ہو یا زیادہ روزہ بہر حال ٹوٹ جائے گا۔

(۲۰)　اگر کسی کا لعاب نگل لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن کفارہ نہیں آئے گا۔

(۲۱)　اگر یہ لعاب دوست یا بیوی کا ہوتو کفارہ لازم آئے گا۔

(۲۲)　اگر دانتوں سے خون نکلا اور حلق سے اتر گیا تو اگر خون کم اور لعاب زیادہ تھا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خون زیادہ تھا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

(۲۳)　جس چیز کا کھا لینا نہ تو مقصود ہے نہ اس سے بچنا ممکن ہے تو اس

کے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جیسے حلق سے مکھی کا اتر جانا۔

(۲۴) اگر کسی نے جمائی لی اور سر اٹھایا پرنالہ سے پانی کا قطرہ حلق سے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(۲۵) یہی حال بارش اور برف کا ہے۔

(۲۶) اگر آنسو روزہ دار کے منہ میں گرے تو ایک یا دو قطروں سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۲۷) لیکن اگر آنسو زیادہ ہوں تو روزہ ٹوٹ جائیگا، یہی حکم روزہ دار کے چہرے کے پسینے کا ہے۔

(۲۸) جو چیز معدے میں بذریعہ مسام پہنچتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۲۹) اگر بغیر مسامِ بدن کے پہنچی تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(۳۰) عام طور پہ انجکشن وغیرہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۳۱) اگر انجکشن کے ذریعے بغیر مسام بدن کے براہِ راست معدہ میں یا دماغ میں دوا پہنچادی گئی تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(۳۲) اگر آنکھ میں دوائی ڈالی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۳۳) آنکھوں کی دوا کا اثر حلق میں محسوس بھی ہو تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا ۔ محقق ابن الھمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''لانــه اثـره لا عینه''یعنی وہ دوا کا اثر ہے خود دوا نہیں ۔

(۳۴) آنکھوں میں سرمہ ڈالنا جائز ہے اس سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا

(۳۵) سر میں تیل لگانا جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۳۶) اگر کسی کو قے آئی اور خود بخود لوٹ گئی اگر چہ منہ بھر کے ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۳۷) اگر قصداً قے کی اور منہ بھرنے سے کم ہو اگر چہ اس نے لوٹا بھی دی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۳۸) لیکن اگر اس نے قصداً قے کی یا قصداً لوٹا دی اور منہ بھر کر قے ہو تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(۳۹) واضح رہے کہ یہ قے کھانے یا پانی وغیرہ کی شکل میں ہو، بلغم قے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۴۰) کان میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۴۱) اسی طرح اگر دوائی ڈالی یا تیل وغیرہ ڈالا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۴۲) احتلام ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۴۳) اگر بارش کے قطرے یا برف کے ٹکڑے ارادہ کر کے کھائے گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

(۴۴) اگر کوئی ایسی مٹی جیسے ملتانی مٹی جو عادت کے طور پر کھائی جاتی ہو کھائی گئی تو بھی قضاء اور کفارہ دونوں لازم آئیں گے۔

(۴۵) اگر کسی ایسے درخت کے پتے یا کچا پھل کھایا گیا جو عرف کے اندر کھائے جاتے ہوں یا کھانے والے کی عادت تھی تو قضاء کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہو جائے گا۔

(۴۶) نمک اگر تھوڑا سا کھایا گیا اور حلق سے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور قضاء کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہے۔

(۴۷) واضح رہے کہ زیادہ نمک کھانے سے صرف قضاء لازم آتی ہے جبکہ تھوڑے سے نمک سے قضاء اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔

(۴۸) فقہاء نے اسکی وجہ یہ بیان فرمائی ہے چونکہ تھوڑا نمک کھانے کی عادت بھی ہوتی ہے اور اسے لذت وحلاوت بھی ملتی ہے، تو قضاء کے ساتھ کفارہ بھی لازم آیا مگر نمک کا ڈھیلہ یا بہت سارا کھالینا عادت کے خلاف

ہے اس لئے روزہ کی قضاء آئے گی نہ کہ کفارہ۔

(۴۹) بھول کر کھا لینے یا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۵۰) فقہاء نے لکھا ہے اگر وہ بھولنے والا شخص روزہ برداشت کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہے تو اس کو بتانا بہتر ہے جیسے تندرست اور جوان آدمی ہو۔

(۵۱) لیکن اگر کوئی شخص کمزور ناتوان یا حد درجے کا بوڑھا ہو تو نہ بتانا بہتر ہے۔

(۵۲) اگر بھول کر کھانے والے کو یاد دلا دیا گیا لیکن اس کو یاد نہیں آ رہا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۵۳) روزہ کی حالت میں کسی چیز کو چکھ لینا بغیر عذر کے مکروہ ہے۔

(۵۴) اسی طرح چبانا بھی مکروہ ہے۔

(۵۵) اگر کسی خاتون کا شوہر تندخو اور سخت مزاج ہو تو دفع نزاع کے طور پر وہ خاتون شوربا وغیرہ میں سے حسبِ ضرورت چکھ سکتی ہے۔

(۵۶) دوسرا عذر خاتون کے لئے یہ ہے کہ چھوٹے بچے کے لئے کوئی چیز چبائی جائے یعنی وہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس کیلئے چبا سکے یا نرم کر سکے۔

(۵۷) منہ میں لعاب جمع کر کے نگل لینا مکروہ ہے۔

(۵۸) خریدتے وقت کوئی چیز چکھنا مکروہ ہے۔

(۵۹) حالت جنابت یا احتلام کی صورت میں صبح کر لینا یا سحری کھا لینا جائز ہے اور روزہ درست رہے گا لیکن ایسا کرنا نامناسب ضرور ہے۔

(۶۰) سحری کھانا اور سحری کھانے میں دیر کرنا مستحب ہے۔

(۶۱) واضح رہے کہ سحری کھانے میں اتنی دیر نہ کی جائے کہ وقتِ مشکوک داخل ہو جائے کیونکہ ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔

(۶۲) غروب ہوتے ہی افطار کرنا اور تاخیر نہ کرنا مستحب ہے۔

(۶۳) بادل اور ابر کے دن افطار میں جلدی کے بجائے تاخیر کرنا مستحب ہے

(۶۴) افطار کرتے وقت جناب نبی کریم اسے چند دعائیں ثابت ہیں مثلاً

واسع الفضل اغفرلی (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۴ص۴۸۹)

(۶۵) کبھی آنحضرت ﷺ یہ دعا بھی پڑھتے تھے

''الحمد لله الذی اعاننی فصمت ورزقنی فافطرت''

(۶۶) یہ دعا زیادہ مشہور ہے اور حدیث کی اکثر کتابوں میں موجود ہے

''اللهم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت''

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۲)

(٦٧) ملاعلی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں یہ دعا
'' اللهم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت وا ما
ما ا شتهر على الالسنة اللهم لک صمت وبک
آمنت وعلی رزقک افطرت ،فزيادة وبک
اٰمنت لا اصل لها ''(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۲۵۸)

''وبک اٰمنت'' کے الفاظ اضافہ ہیں بدعت ہیں نہیں پڑھنے چاہئے

(٦٨) سنن ابوداؤد میں ایک دوسری دعا بھی موجود ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب افطار فرماتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے

''ذهب الظمأُ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله''

(ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۱، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۳۹)

(٦٩) مسافر ہونا کم از کم اپنے شہر وبستی سے اڑتالیس (۴۸) میل دور جانے کا ارادہ کرنا، جب یہ شخص اپنی آبادی سے نکلے گا اور نماز میں قصر کرنے کا حکم ملے گا تو اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت یا رخصت بھی مل جاتی ہے۔

(۷۰) یہاں یہ بات یاد رہے کہ نماز قصر کرنا حتمی حکم ہے اگر ارادہ سے پوری نماز پڑھ لی گئی تو نماز پڑھنے والا گناہگار ہوگا۔

(۷۱) جبکہ روزہ رکھنا افضل ہے اور چھوڑنے کی رخصت ہے۔

(۷۲) اس سے کوئی سرکار نہیں کہ سفر کار اور بس کا ہے یا ٹرین اور طیارہ کا ہے یا اونٹ اور گھوڑے کا ہے وہاں تک جانے میں ہفتے اور دن لگتے ہیں یا مختصر اوقات مگر اس سفر کا حکم سفر ملحق کا ہوگا اگر کوئی شخص سفر پر جا رہا ہے اور باوجود عظیم تکالیف اور مشقت ومحنت کے روزہ رکھ رہا ہے تو یہ گناہگار ہوگا۔

(۷۳) حدیث میں ایسوں کو نافرمان کہا گیا ہے لیکن اگر کوئی تکلیف اور دشواری برداشت کیئے بغیر روزہ رکھ لے تو یہ بہتر ہے۔

(۷۴) اگر کسی شخص کو ایسی بیماری اور تکلیف لاحق ہوئی کہ اس کی جان خطرے میں پڑ جائے گی اور جان جانے کا اندیشہ ہے تو روزہ چھوڑا جا سکتا ہے

(۷۵) اسکی دو صورتیں ہیں (الف) امتداد مرض (ب) خوفِ ہلاکت مثلاً کوئی حکیم حاذق صالح یا مسلمان ڈاکٹر صالح یہ مشورہ دے کہ اس بیماری اور کرب میں اگر روزہ رکھا گیا تو بیماری میں شدت پیدا ہونے یا ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں کسی صحیح العقیدہ متین عالم ومفتی سے اجازت

لیکر روزہ نہ رکھنے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

(۷۶) اگر روزہ کی حالت میں خاتون کو حیض یا نفاس عارض ہوا تو روزہ جاتا رہا مزید تفصیلات کتب فقہ وفتاوی سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

صدقۂ فطر

(۷۷) رمضان شریف کے اختتام پر بطور خوشی اور شکریہ کے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایک صدقہ مقرر فرمایا ہے جسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔

(۷۸) صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک بن جائے۔

(۷۹) صدقہ فطر کے مال نصاب پر سال کا گزرنا بھی شرط نہیں بلکہ اسی روز نصاب کا مالک ہوا ہو تو بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

(۸۰) ہر شخص جو کہ مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے۔

(۸۱) لیکن نابالغوں کا اگر اپنا مال ہو تو ان کے مال میں سے ادا کرے۔

(۸۲) اگر کوئی بچہ چاند رات کو پیدا ہوا ہے تو اس کا بھی صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا۔

(۸۳)　عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی یہ صدقہ واجب ہوجاتا ہے۔

(۸۴)　عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے ادا کرنا بہتر ہے۔

(۸۵)　نماز کے بعد ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے، لیکن بغیر وجہ کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۸۶)　صدقہ فطر واجب ہے لہٰذا ادا کرنا ہی ہے جب تک ادا نہیں کیا ہو یہ ذمے پر قضاء رہے گا۔

(۸۷)　صدقہ فطر میں ہر قسم کا غلہ اور قیمت دینا جائز ہے۔

(۸۸)　اس کی تفصیل یہ ہے اگر گیہوں یا اس کا آٹا دے تو فی آدمی پونے دو سیر دینا چاہیئے۔ جس کی قیمت اسی وقت لگائی جاسکتی ہے۔

(۸۹)　صدقہ فطر عید سے پہلے بھی اور رمضان سے پہلے بھی دیا جاسکتا ہے۔

(۹۰)　اگر محتاجوں کی ضرورت کو پیش نظر رکھا جائے تو عید سے پہلے دینا افضل ہے تاکہ وہ اپنی ضروریات　کو پورا کرسکیں۔

(۹۱)　جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں وہی صدقۃ الفطر کے مصارف بھی ہیں ، یعنی جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جائے گی وہی لوگ فطرانہ بھی لے سکتے ہیں۔

(۹۲)　اس دور میں اہل حق کے مدارس دینیہ عربیہ کو دینا زیادہ اجر کا

باعث ہے۔ کیونکہ اسطرح ان کی حاجت بھی پوری ہو جاتی ہے اور دین کی نصرت بھی۔

زکوٰۃ

(۹۳) زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب، مسلمان، عاقل، بالغ، مرد، عورت پر سال گزرنے کی شرط کے ساتھ فرض ہے۔

(۹۴) نابالغ بچوں، مجنون، کافر اور زرخرید غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۹۵) سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ۔

(۹۶) چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ۔

(۹۷) نقدی کا نصاب ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت، مالِ تجارت کا نصاب ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت ہے۔

(۹۸) سونا چاندی خواہ کسی بھی صورت میں ہو خام ہو یا زیورات ہوں، زیورات چاہے تجارت کی غرض سے رکھے ہوں یا استعمال کے ہوں پہننے کے لئے، جب نصاب کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ فرض ہے۔

(۹۹) نقدی کا حساب بھی ساڑھے باون تولے چاندی کے حساب سے لگایا جائے گا

(۱۰۰) یعنی جب نقدی ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہوجائے تو وہ نصاب ہے اوراس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

(۱۰۱) ہیرے جواہرات، قیمتی پتھروں کوشریعت مال نہیں مانتی۔

(۱۰۲) اس لئے اگرکسی کے پاس کروڑوں روپے کے ہیرے یا قیمتی پتھرہوں جواس نے زینت اور جائداد کی طرح رکھے ہیں تواس پر زکوٰۃ نہیں

(۱۰۳) لیکن اگرکسی کی تجارت کا دارومدار انہی ہیرے، جواہرات اور قیمتی پتھروں پر ہے اور وہ منڈی میں لے جا کراس کی خریدوفروخت کرتا ہے تواس سے حاصل شدہ رقم پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ فرض ہے۔

(۱۰۴) جس قدر مال ہے اس کا چالیسواں حصہ دینا فرض ہے

(۱۰۵) یعنی زکوٰۃ میں ڈھائی فیصد مال دیا جائے گا،سونا، چاندی اور مال تجارت کی ذات پر زکوٰۃ فرض ہے اس کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا۔

(۱۰۶)اگراس کی قیمت دی جائے تو یہ بھی جائز ہے مگر قیمت خرید کے حساب سے زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔

(۱۰۷) زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت جو قیمت ہوگی اس کا چالیسواں حصہ دینا ضروری ہے۔

(۱۰۸)　رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی ادائیگی اس اعتبار سے بہتر ہے کہ اس مہینہ میں ایک عمل کا ثواب ستر (۷۰) گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔

(۱۰۹)　اگر سال مکمل ہونے میں کچھ مہینے ابھی باقی ہوں اور رمضان آگیا تو پسندیدہ بات یہی ہے کہ زکوٰۃ رمضان المبارک میں ادا کردیں۔

(۱۱۰)　لیکن اگر سال رمضان سے دو یا تین مہینے پہلے مکمل ہوگیا ہے تو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ آپ رمضان کا انتظار کریں اور اپنی زکوٰۃ روکے رکھیں، ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۱۱۱)　زکوٰۃ کی ادائیگی کبھی بھی اندازے سے نہیں ہوتی۔

(۱۱۲) زکوٰۃ حساب کے ساتھ فرض ہے، ایک ایک چیز کا علیحدہ سے حساب لگاکر زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

(۱۱۳)　اگر مال ہے تو مکمل طور پر حساب کتاب ضروری ہے، سونا چاندی وغیرہ کی صورت میں ان کو تُلوا کر یا تو اسی میں سے زکوٰۃ دی جائے۔

(۱۱۴) اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر اس کی رقم کا حساب لگا کر پھر زکوٰۃ کا مال اس میں سے الگ کرلیا جائے۔

(۱۱۵)　زکوٰۃ کے لئے مستحق کا تلاش کرنا بہت ضروری ہے۔

(۱۱۶) بعض لوگ جان چھڑانے کے لئے کسی بھی جگہ زکوٰۃ جمع کرا دیتے ہیں جو کہ ایک غلط عمل ہے۔

(۱۱۷) ایسا کرنے سے زکوٰۃ ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔کیونکہ زکوٰۃ مستحق کا حق ہے اور غیر مستحق کے ہاتھ زکوٰۃ کا لگنا زکوٰۃ ضائع ہونے کے مترادف ہے۔

(۱۱۸) آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اپنے گھر میں کام کرنے والیوں کو زکوٰۃ دیتے ہیں اس معاملہ میں احتیاط ضروری ہے۔

(۱۱۹) اس میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ مستحق بھی ہے یا نہیں کیونکہ اکثر کے پاس اتنا سونا ہوتا ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے لیکن لوگ اس میں بے احتیاطی کرتے ہیں۔

(۱۲۰) لیکن اگر وہ مستحق ہیں تو اُن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

(۱۲۱) ایسے اداروں میں زکوٰۃ دینا جن کے یہاں ''بلا امتیازِ مذہب'' کی بنیادوں پر کام کیا جاتا ہے جائز نہیں ہے۔

(۱۲۲) کیونکہ زکوٰۃ کے احکام میں یہ سب سے اہم اور ضروری بات ہے کہ آپ کی زکوٰۃ مسلمان کو ہی ملے کیونکہ مسلمان ہی اس کا اصل مستحق ہے۔

(۱۲۳)   اگر آپ کی زکوٰۃ کسی غیر مسلم جیسے ہندو، عیسائی، یہودی، مرزائی وغیرہ کو دی گئی تو وہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔

(۱۲۴)   یا اگر اس رقم سے اُن کے خورد ونوش اور دیگر ضروریات پوری کی گئیں تو بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اور وہ آپ کے ذمہ پر باقی رہے گی۔

(۱۲۵)   دور حاضر میں زکوٰۃ کے بہترین مصارف دینی مدارس ہیں جہاں لاکھوں کی تعداد میں طلبہ دینی علوم حاصل کرتے ہیں، ایسی صورت میں اپنی زکوٰۃ کی رقم دینی مدارس میں جمع کروانا اس وقت بہترین اور محفوظ عمل ہے۔

(۱۲۶)   واضح رہے کہ یہی قران کریم کا بھی حکم ہے۔

(۱۲۷)   زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ جو رقم کسی مستحق کو زکوٰۃ میں دی جارہی ہے وہ اس کی کسی خدمت کے معاوضہ میں نہ ہو، جیسے کسی ملازم کی تنخواہ وغیرہ۔

(۱۲۸)   اگر زکوٰۃ کو اس کے ساتھ ملا دیا گیا تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

(۱۲۹)   وہ لوگ جن سے آپ پیدا ہیں جیسے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اور اوپر تک اُن کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

(۱۳۰) اسی طرح جو آپ سے پیدا ہیں جیسے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ نواسی اور نیچے تک اِن کو بھی زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

(۱۳۱) اگر وہ غریب اور تنگ دست ہیں تو آپ پر اُن کی مدد کرنا واجب ہے۔

(۱۳۲) حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے"وفی مالک حق سوا الزکوٰۃ" کہ تمہارے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اور حقوق ہیں ان کو زکوٰۃ کے علاوہ مال سے پورا کرو۔

(۱۳۳) شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

(۱۳۴) بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، خالو، خالہ، ماموں، ممانی، چچا، چچی، داماد، ساس اور سسر کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

(۱۳۵) زکوٰۃ میں مالک بنانا ضروری ہے یعنی جس کو زکوٰۃ دی جارہی ہے اس کو مالکانہ طور پر دے دی جائے جس میں اس کو ہر طرح کا اختیار ہو اس کے مالکانہ قبضہ کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(۱۳۶) کسی مردے کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی جیسے زکوٰۃ کی رقم سے کفن وغیرہ خریدا یا قبر بنوائی ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

(۱۳۷) اسی طرح مسجد کی تعمیر میں بھی زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی اور زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کے لئے چیزیں بھی نہیں خریدی جاسکتیں۔

(۱۳۸) نہ ہی قرآن کریم کے نسخے، سپارے یا دیگر دینی کتب زکوٰۃ کی رقم سے خرید کر مسجد میں رکھی جاسکتی ہیں

(۱۳۹) اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہے یا اس میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر رقم ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(۱۴۰) یادرہے کہ نقد مال بھی چاندی کے حکم میں ہے۔

(۱۴۱) سامان تجارت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

(۱۴۲) سونے اور چاندی کی ہر چیز پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(۱۴۳) خواہ وہ زیور، برتن، اصل زری اور سونے اور چاندی کے بٹن وغیرہ جو کپڑوں میں لگے ہوئے ہوں ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

(۱۴۴) پہننے کے کپڑے خواہ کتنے بھی زیادہ ہوں اور کتنے ہی قیمتی ہوں اُن پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۴۵)　اگران کپڑوں میں سونا اور چاندی کا کام ہوا ہے تو اس پر حساب کے مطابق زکوٰۃ ضروری ہے۔

(۱۴۶)　مثلاً اگر کسی کے پاس ۸۰ تولہ چاندی ہے اور کپڑوں میں بھی ۲۰ تولے چاندی لگی ہوئی ہے تو اب یہ شخص ۱۰۰ تولہ چاندی کی زکوٰۃ ادا کرے گا اسی طرح سونے کا حساب بھی لگایا جائے گا۔

(۱۴۷)　اگر کسی کے پاس بہت ساری اشیاء ہیں جیسے سونا، چاندی، نقدی اور مال تجارت وغیرہ اوران میں سے کوئی بھی چیز نصاب کو نہیں پہنچ رہی تو ایسی صورت میں ان سب کو ملا کر دیکھا جائے گا، اگران سب کو ملا کر مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن جائے تو پھر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر اس سے کم بنی تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

(۱۴۸)　اگر ہر مال یعنی سونا، چاندی، نقدی اور مالِ تجارت سب کے سب نصاب کو پہنچ رہے ہیں تو سب کی زکوٰۃ الگ الگ حساب کر کے دی جائے گی۔

(۱۴۹)　کارخانوں اور ملوں وغیرہ میں جو مشینیں استعمال ہوتی ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔

(۱۵۰)　لیکن ان مشینوں سے جو بھی مال تیار کیا جاتا ہے اس مال پر زکوٰۃ

فرض ہوتی ہے۔

(۱۵۱) فیکٹریوں ،کارخانوں اور ملوں میں جو خام مال ،سامان تیار کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے اس پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔

(۱۵۲) اگر کسی کے پاس وسیع وعریض کتب خانہ ہے جس میں لاکھوں کی کتابیں ہیں اور وہ اس کے ذاتی مطالعہ کی ہیں تو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہوتی۔

(۱۵۳) اگر یہ کتابیں تجارتی غرض کے لئے ہیں یعنی ان کتابوں کی مستقل خرید وفروخت ہوتی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(۱۵۴) کسی ایک مستحق کو اتنا مال دیا کہ وہ بھی صاحب نصاب ہو گیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۱۵۵) بصورتِ دیگر لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ کی ادائیگی ہو جائے گی، نصاب سے کم مال دینا بغیر کراہیت کے جائز ہے۔

(۱۵۶) اگر صاحبِ نصاب چاہے تو کسی سال کی پیشگی زکوٰۃ بھی دے سکتا ہے ایسا کرنا جائز ہے۔

(۱۵۷) لیکن اگر بعد میں سال پورا ہونے کے اندر اندر اس کے مال میں اضافہ ہوا تو اس بڑھے ہوئے مال کی زکوٰۃ مستقل طور پر ادا کرنی ہوگی۔

(۱۵۸)　اگر کسی شخص نے اپنے مال کا کچھ حصہ جو نصاب سے زیادہ ہے کسی کو قرض دیا ہوا ہے تو اس قرض دیئے ہوئے مال کی زکوٰۃ یہی شخص ادا کرے گا، جس نے قرض دیا ہے اگر چہ وہ رقم ابھی اسے واپس نہ ملی ہو۔

(۱۵۹)　اگر کسی مالدار شخص نے کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دی اور بعد میں یہ معلوم ہوا کہ وہ شخص کافر تھا تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، دوبارہ ادا کرنا پڑے گی۔

(۱۶۰)　اگر کسی مالدار کو یہ علم ہوا کہ اس نے اندھیرے میں یا اور کسی مغالطہ کی وجہ سے جو زکوٰۃ ادا کی ہے وہ اس نے اپنے بیٹے، بیٹی، ماں، باپ، بیوی یا شوہر یا پھر کسی سید (بنو ہاشم) کو دے دی ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں

(۱۶۱)　پہلی یہ کہ اگر اس نے دینے سے پہلے تحری (سوچ بچار) کی تھی تو زکوٰۃ کا اعادہ نہیں ہوگا۔

(۱۶۲)　لیکن اگر ایسے ہی بغیر کسی سوچ بچار، تحقیق کے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اس کا اعادہ ضروری ہے۔

(۱۶۳)　ایسے پلاٹ یا دوکان جو کہ کسی شخص نے کچھ پیسے بچا کر لیا ہے اور اس سے کوئی تجارت نہیں کرتا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں آئے گی چاہے وہ کتنے ہی ہوں۔

(۱۶۴) لیکن اگر کسی کا کام یہی ہے کہ وہ پلاٹ یا دوکان خریدتا ہے اور بیچتا ہے اور اسی سے اس کا کاروبار چلتا ہے تو اس صورت میں سال مکمل ہونے کے بعد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(۱۶۵) اگر کسی شخص کے پاس بہت سارے مکان ہیں اور وہ ان کو کرائے پر چلاتا ہے تو مکان چاہے کتنی بھی مالیت کے ہوں ان کی اصل رقم پر کوئی زکوٰۃ نہیں آئے گی۔

(۱۶۶) لیکن ان مکانات سے جو کرایہ حاصل کیا جاتا ہے اگر سال گزرنے کے بعد وہ نصاب کو پہنچ جاتا ہے تو اس کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(۱۶۷) اگر کسی کو انعام کے نام پر زکوٰۃ کی رقم دی تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی شرط یہ ہے کہ جس کو انعام دیا جا رہا ہو وہ مستحقِ زکوٰۃ ہو۔

(۱۶۸) اسی طرح کسی غریب مستحق یا اس کے بچوں کو عیدی اور تحائف وغیرہ میں بھی زکوٰۃ کی رقم صَرف کی جاسکتی ہے۔

(۱۶۹) زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ ہے۔

(۱۷۰) لیکن اگر جس علاقے میں انسان خود رہتا ہے وہاں کے لوگوں کی حاجت روائی کے بعد بھی زکوٰۃ کی رقم بچتی ہے تو اسے دوسرے شہر بھیجا جا سکتا ہے۔

(۱۷۱) بنو ہاشم یعنی ''سید'' کو بھی زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی ، جو دی گئی وہ باطل ہے دوبارہ ادا کرنی ہوگی۔

(۱۷۲) خاتون کا مہر لاکھ، دو لاکھ، دس لاکھ یا بیس لاکھ جتنا ہو جب وہ نصاب کو پہنچ گیا ہو اور وہ اس خاتون کو مل بھی گیا ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ خاتون کے ذمہ ہے۔

(۱۷۳) لیکن اگر مہر ابھی خاوند نے ادا نہیں کیا ہے اور خاتون جب چاہے گی اس سے لے لے گی تو اب اس مال کی زکوٰۃ خاوند ہی کے ذمہ ہے۔

(۱۷۴) اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی وہ خاوند ہی کی ملکیت میں ہے اور خاتون کے پاس نہیں گیا ہے اور وہ اس کی مالک نہیں بنی ہے۔

(۱۷۵) یاد رہے خاتون مہر کی مالک صرف نام رکھنے سے نہیں بنتی ، مالک تب بنے گی جب رقم اس کی ملکیت میں دے دی جائے گی۔

بھیڑ، بکری اور دنبہ کی زکوٰۃ کا طریقہ کار :

زکوٰۃ میں سال سے کم عمر کا بچہ دینا جائز نہیں ہے۔ ۴۰ سے کم جانوروں پر زکوٰۃ نہیں فرض ہوگی۔

(۱۷۶)　۴۰ جانوروں پر ایک (۱) جانور دیا جائے گا ۱۲۰ تک۔

(۱۷۷)　۱۲۱ جانوروں پر دو (۲) جانور دیئے جائیں گے ۲۰۰ تک۔

(۱۷۸)　۲۰۱ جانوروں پر تین (۳) جانور دیئے جائیں گے ۳۹۹ تک۔

(۱۷۹)　۴۰۰ جانوروں پر چار (۴) جانور دیئے جائیں گے ۵۰۰ تک۔

(۱۸۰)　۵۰۰ جانوروں کے بعد ہر سو جانوروں پر ایک جانور بڑھتا جائے گا

گائے، بیل، بھینس کی زکوٰۃ کا طریقہ کار :

(۱۸۱)　زکوٰۃ میں ایک سال کا جانور دینا ضروری ہے اور ۳۰ جانوروں سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۸۲)　۳۰ جانوروں پر وہ بچہ دیا جائے گا جس کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو

(۱۸۳)　۴۰ جانوروں پر وہ بچہ دیا جائے گا جس کے دو سال مکمل ہو چکے ہوں۔

(۱۸۴)　۶۰ جانوروں پر دو (۲) ایسے بچے دیئے جائیں گے جن کا ایک سال مکمل ہو گیا ہو۔

(۱۸۵)　۶۰ کے بعد ہر دس جانوروں کے اضافہ پر نصاب بدلتا جائے گا۔

اونٹ کی زکوٰۃ کا طریقہ کار

(۱۸۶) ۴ اونٹوں تک کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۸۷) ۵ اونٹوں پر ایک بکری جو کہ ایک سال کی ہو۔ (ہدایہ)

(۱۸۸) ۲۵ اونٹوں پر ایک اونٹ ایسا جس کا دوسرا سال شروع ہوا ہو۔

(۱۸۹) ۳۶ اونٹوں پر ایک ایسا اونٹ جس کا تیسرا سال شروع ہوا ہو۔

(۱۹۰) ۴۶ اونٹوں پر ایک ایسا اونٹ جس کا چوتھا سال شروع ہوا ہو۔

تراویح

(۱۹۱) تراویح (۲۰) بیس رکعات سنتِ مؤکدہ ہے، مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی۔

(۱۹۲) رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر تراویح شروع کی جائے اور شوال کا چاند دیکھ کر چھوڑ دی جائے۔

(۱۹۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی صریح روایت ہے کہ ''

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ كان يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر''

(۱۹۴) اس حدیث سے واضح ہے کہ جنابِ نبی کریم ﷺ رمضان

المبارک میں ۲۰ رکعات تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔
(۱۹۵) بعض لوگ تراویح صرف آٹھ رکعتیں سمجھتے ہیں اس لئے آٹھ رکعتیں پڑھ کر چلے جاتے ہیں اس عمل کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور یہ خلافِ سنت اور گناہ کا موجب ہے۔
(۱۹۶) امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور سے بارہویں صدی کے آخر تک پوری امت کا اس پر عملاً اجماع رہا ہے کہ تراویح (۲۰) بیس رکعات ہے اور اس سے کم نہیں۔
(۱۹۷) ملا علی القاری رحمہ اللہ نے بھی مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا ہے۔ (المرقاۃ ج۳ ص۳۸۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
(۱۹۸) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئے اس اجماع کو ہی امام اعظم امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور دیگر آئمہ نے تسلیم کیا ہے۔
(۱۹۹) امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی تراویح کی بیس رکعات کی نسبت امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف تسلیم کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں سنن الترمذی ج ا ص ۱۶۶

(۲۰۰)   عہد فاروقی سے لیکر تیرہویں صدی کے اواخر تک بیس رکعات تراویح کے سب قائل تھے۔

(۲۰۱)   جب تک انگریزوں کی بنائی ہوئی جماعت (غیر مقلدین) وجود میں نہیں آئے تھے انگریز کی اس پیداوار نے مسلمانوں کی عبادات خراب کرنے کے لئے آٹھ رکعات تراویح کا نعرۂ باطل لگایا۔

(۲۰۲)   تراویح کی نیت شروع میں ہی بیس رکعات کی کر لی جائے، ہر دو رکعت سے پہلے نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۲۰۳)   تراویح کی نماز روزے کے تابع نہیں ہے، اگر کوئی شخص کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ بدستور تراویح پڑھے گا ورنہ سنت ترک کرنے کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا۔

(۲۰۴)   مسافر اور بیمار جو روزہ پر قادر نہیں ہے اور تراویح بھی نہیں پڑھ سکتا وہ تراویح چھوڑ سکتا ہے۔

(۲۰۵)   اگر کسی نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی ہے تو وہ تراویح میں شریک نہیں ہوسکتا۔

(۲۰۶)   اسی طرح اگر کسی نے تراویح عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے پڑھ

لی تو تراویح نہیں ہوئی۔

(۲۰۷) مسجد میں آ کر پہلے عشاء کی نماز ادا کر لے اور پھر دو سنتیں پڑھ لے اور اس کے بعد تراویح میں شریک ہو جائے۔

(۲۰۸) تراویح کی جو رکعات چھوٹ گئی ہیں وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ کر بعد میں مکمل کر لیں۔

(۲۰۹) تراویح کی نماز میں تلاوت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک بار جہراً پڑھنا ضروری ہے، باقی ہر سورت سے قبل (سوائے سورۂ توبہ کے) امام آہستہ سے پڑھے۔

(۲۱۰) کتبِ فقہ میں لکھا ہے کہ تراویح کی نماز میں عام نمازوں کی طرح قرأت کرنا مکروہ ہے، روانی سے پڑھنا بھی قرآنِ کریم کے معجزات میں سے ایک ہے۔

(۲۱۱) ہر چار رکعات تراویح کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا مستحب ہے اس دوران یہ کلمات پڑھے جا سکتے ہیں

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لا یموت سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ

والروح لا اله الا اللہ نستغفر اللہ و نسئلک الجنة ونعوذ بک من النار

(۲۱۲) آخری تراویح (یعنی پانچویں سلام) کے بعد بیٹھنے کو مکروہ کہا گیا ہے، سلام پھیر کر فوراً وتر کی جماعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

(۲۱۳) آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ مساجد میں ۵ روزہ، دس روزہ یا ۱۵ روزہ تراویح پڑھ لیتے ہیں اور اس کے بعد تراویح چھوڑ دیتے ہیں ان کو خیال یہ ہوتا ہے کہ ہم نے قرآن کریم مکمل سن لیا یہ غلط طریقہ کار ہے اور رمضان المبارک کی برکات سے محرومی کی علامت ہے۔

(۲۱۴) یہاں یہ بات واضح رہے کہ رمضان میں تراویح کی نماز میں دو مستقل سنتیں ہیں ایک بیس رکعات تراویح آخری رمضان تک پڑھنا اور دوسری اس میں مکمل قرآن سننا، دونوں سنتوں پر ایک جیسا عمل کرنا ضروری ہے

(۲۱۵) اس لئے بہتر ہے کہ اس قسم کے افراد اس کم روزہ تراویح سے بچیں اور اپنے محلے کی مسجد میں مکمل رمضان تراویح پڑھیں اور جو لوگ مکمل تراویح کے پابند ہیں اور آخیر تک تراویح کا اہتمام کرتے ہیں اور بناء بر عذر ایسی تراویح میں شریک ہو سکتے ہیں اور پھر قرآن مکمل کر کے جہاں

چاہے تراویح آخیر تک پڑھ لیں۔

(۲۱۶) وہ خواتین جو کہ قرآنِ کریم حفظ کرچکی ہیں ان کو اجازت ہے کہ گھر میں تراویح کی جماعت کرالیں صرف خواتین کو (اگرچہ اس کو بھی علماءِ کرام نے مکروہ ہی لکھا ہے) اس میں مردوں کا شریک ہونا حرام ناجائز ہے۔ وہ صرف تراویح کی ہی جماعت کراسکتی ہے عشاء کی نماز اور آخر میں وتر تمام خواتین اپنی اپنی انفرادی طور پر پڑھیں گی۔

(۲۱۷) اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو خاتون تراویح میں قرآن سنا رہی ہے وہ دیگر خواتین کے ساتھ صف کے اندر ہی کھڑی ہوگی، مرد امام کی طرح آگے نہیں کھڑی ہوگی۔

(۲۱۸) اسی طرح بہت بلند آواز میں نہیں پڑھے گی بس اتنی آواز کافی ہے کہ ساتھ والی خواتین سن لیں۔

(۲۱۹) کتبِ فتاویٰ اور علماءِ کرام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تراویح کا ختم (۲۷) ستائیسویں شب کو ہی رکھا جائے بعض نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اس سے پہلے اکیسویں یا بائیس، تئیس کو ختم کرنا مکروہ ہے، دیکھیں فتاویٰ عالمگیری فصل فی التراویح۔

(۲۲۰) تراویح کے ختم میں شیرینی یا مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا ممنوع ہے اور اس کے لئے باقاعدہ مسجد میں اعلان کر کے چندہ جمع کرنا اور بھی معیوب ہے۔(دیکھیں فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۶۸)

(۲۲۱) دیکھنے میں یہ بھی آتا ہے کہ بعض افراد وتر جماعت سے نہیں پڑھتے اوراس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ہم تہجد کی وجہ سے وتر جماعت سے چھوڑ دیتے ہیں،تو اس سلسلے میں یاد رکھیں کہ یہ بات مناسب نہیں ہے۔

(۲۲۲) امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور شرح بخاری ''فیض الباری'' میں لکھا ہے کہ یہ تراویح کی نماز آٹھ رکعات قیام اللیل اور بارہ رکعات تہجد کو ملا کر ہی بنائی ہے، تا کہ مؤمن کی رات کی عبادات مکمل ہو جائیں اور آخر میں وتر جماعت سے پڑھ لی جائیں

(۲۲۳) وتر کے بعد فقہ حنفی کی کسی بھی کتاب میں نوافل منقول نہیں ہیں، جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے حدیث کی تقریباً تمام کتب میں'' اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا'' کے پیش نظر رات کی آخری نماز وتر ہے اس لئے اس کے بعد کوئی نفل نہیں۔

(۲۲۴) اس لئے یہی افضل ہے کہ رمضان کے مہینہ میں وتر جماعت کے

ساتھ پڑھے جائیں کیونکہ یہ بھی رمضان المبارک کی خصوصیات میں سے ہے

(۲۲۵) باقی رات کی عبادات میں صرف اور صرف نفل نہیں ہیں جیسا کہ ہمارے دور کے لوگوں نے سمجھا ہے، قرآنِ کریم کی انفرادی تلاوت، ذکر و تسبیح، دینی مسائل کا پڑھنا اور سیکھنا اور دعاؤں میں مشغول رہنا بھی بہترین اعمال ہیں۔

اعتکاف

(۲۲۶) رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۲۲۷) پورے محلے میں سے اگر کوئی ایک شخص بھی اعتکاف میں بیٹھ گیا تو سنت ادا ہو جائے گی۔

(۲۲۸) اگر پورے محلے میں سے کوئی بھی نہیں بیٹھا تو پورا محلّہ گنہگار ہوگا۔

(۲۲۹) اعتکاف کی تین اقسام ہیں واجب اعتکاف، سنت اعتکاف، نفلی اعتکاف۔

(۲۳۰) اگر کوئی نذر مانے کہ اگر میری بیماری صحیح ہوئی یا مسئلہ حل ہوا یا پھر

کوئی اور شرعی کام پورا ہوا تو میں اعتکاف کروں گا یہ واجب اعتکاف ہے اور اس کا پورا کرنا نذر ماننے والے پر ضروری ہے۔

(۲۳۱) رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اکیسویں رات قبل المغرب سے لے کر چاند رات تک مسجد میں اعتکاف سنت ہے۔

(۲۳۲) کسی بھی مسجد میں غیر معینہ مدت کے لئے بیٹھنا یا داخل ہوتے ہوئے اعتکاف کی نیت کر لینا یہ نفلی اعتکاف ہے اور اس میں کوئی شرائط نہیں ہیں

(۲۳۳) نفلی اعتکاف میں ایام کی کوئی قید نہیں ایک دن کا بھی ہوسکتا ہے، ایک گھنٹے کا بھی۔

(۲۳۴) اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھنا ضروری ہے جہاں نماز با جماعت ہوتی ہو۔

(۲۳۵) ۲۰ رمضان کو غروب آفتاب سے پہلے یعنی عصر کی نماز کے بعد سے اور عید کا چاند نظر آنے تک اعتکاف کی نیت سے مسجد میں قیام ضروری ہے۔

(۲۳۶) ضروری حاجات جیسے پیشاب پاخانہ واجب غسل اور وضو وغیرہ کے لئے مسجد سے باہر نکلنے کی نیت کرنا ضروری ہے۔

(۲۳۷) اِن حاجات کے لئے مسجد سے باہر نکلا جا سکتا ہے اس مسئلہ میں یاد رہے کہ فراغت کے فوراً بعد مسجد میں واپسی ضروری ہے۔

(۲۳۸) دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ اگر بیت الخلاء فارغ نہ ہو تو اس کے انتظار میں وہیں مسجد کے باہر کھڑے رہتے ہیں سو یاد رہے کہ ایسا کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۳۹) اگر بیت الخلاء فارغ نہیں ہے تو ایسی صورت میں واپس مسجد میں پہنچیں اور مسجد میں ہی انتظار کریں ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(۲۴۰) برتن دھونے یا محض ہاتھ وغیرہ دھونے اور کلی کرنے کے لئے مسجد سے باہر نکلنا منع ہے اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۴۱) اگر جس مسجد میں اعتکاف ہو وہاں جمعہ نہیں ہوتا ہو تو جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جا سکتے ہیں اس کے لئے بھی پہلے سے نیت ضروری ہے۔

(۲۴۲) اگر گھر سے کھانا وغیرہ پہنچانے کا کوئی انتظام نہیں ہے تو گھر کھانا لینے بھی جایا جا سکتا ہے۔

(۲۴۳) لیکن یاد رہے کہ اس کام میں وقت ضائع نہ کیا جائے کوشش اس

بات کی کیجائے کہ فوراً مسجد میں واپسی ہو اور گھر والوں سے فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔

(۲۴۴) اکثر مساجد میں دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ سگریٹ نوشی کے لئے بیت الخلاء وغیرہ جاتے ہیں یہ انتہائی غلط اور مکروہ فعل ہے اس سے اعتکاف تو ٹوٹتا ہی ہے ساتھ ساتھ معتکف گناہگار بھی ہو جاتا ہے۔

(۲۴۵) ضروری ہے دس دن تک اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس فعل کو چھوڑ دیں ورنہ وہ حضرات اعتکاف نہ کریں کیونکہ اس میں اور بہت سی بے احتیاطیاں ہوتی ہیں۔

(۲۴۶) دورانِ اعتکاف زیادہ سے زیادہ وقت عبادات میں صرف کریں اور لوگوں سے میل ملاپ بالکل نہ رکھا جائے تو بہتر ہے۔

(۲۴۷) ضروری کام کے لئے صرف تعلق رکھیں مکمل سال ہم دنیا میں کھوئے رہتے ہیں صرف دس دن اگر یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کے گھر میں بیٹھ کر اسے راضی کرنے میں لگائیں تو ان شاء اللہ بیڑا پار ہوگا اور آخرت میں آسانی پیدا ہوگی۔

(۲۴۸) غسلِ جمعہ اور گرمی لگنے کی صورت میں غسل کرنے کی اجازت

نہیں ہے۔اعتکاف میں صرف واجب غسل کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

(۲۴۹) اگر گرمی کی وجہ سے غسل کیا گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(۲۵۰) دوران اعتکاف مسجد میں اخبار اور دیگر دنیاوی رسائل اور جرائد پڑھنے سے بھی اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس قسم کے اخبارات وغیرہ میں تصاویر ہوتی ہیں اور فضول اور فحش خبریں بھی ہوتی ہیں، جو کہ مسجد کے آداب کے خلاف ہیں۔

(۲۵۱) مسجد کے آداب کا خیال انتہائی ضروری ہے کیونکہ مساجد اللہ کے گھر ہیں اور اس کا ادب اور احترام انسان کو اپنے گھر سے زیادہ کرنا ہے۔

(۲۵۲) گندے کپڑے، گندے برتن اور دیگر بدبودار چیزوں کو مسجد میں لانے سے پرہیز کریں۔

(۲۵۳) اعتکاف کی اہم عبادات میں تلاوت قرآن کریم ہے کوشش یہ کی جائے کہ تلاوت کے ساتھ ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھی جائے۔

(۲۵۴) جامع مسجد احسن گلشن اقبال بلاک نمبر۲ میں دورۂ تفسیر قرآن کریم بانی ورئیس شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مفتی صاحب مدظلہ پڑھاتے ہیں اور اُس میں ہزاروں کی تعداد میں خواتین وحضرات شریک ہوتے ہیں اس میں

بھی شرکت کی کوشش کی جائے تا کہ قرآن کریم کے احکامات اور مسائل سے بھی آشنائی ہو سکے۔

(۲۵۵) جو لوگ دور دراز کی مساجد سے تفسیر پڑھنے کے لئے آتے ہیں اور پھر آخری عشرے میں اعتکاف کرتے ہیں تو وہ یاد رکھیں کہ نیت کر کے دورانِ اعتکاف مسجد سے تفسیر کا درس سننے کے لئے آنے میں کوئی حرج نہیں اس میں اعتکاف میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوگی۔

(۲۵۶) لیکن تفسیر کا درس ختم ہوتے ہی واپس اس مسجد میں لوٹنا ضروری ہے جہاں اعتکاف کر رہے ہیں۔

(۲۵۷) دورانِ اعتکاف عبادت سمجھ کر بالکل خاموش رہنے کو مکروہ کہا گیا ہے، بات چیت کی اجازت ہوتی ہے لیکن فضول کلام اور بیہودہ گوئی سے پرہیز ضروری ہے۔

(۲۵۸) اعتکاف کی راتوں میں اُٹھ کر عبادت کرنا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا بھی اہم کام ہے کیونکہ آخری عشرے میں ہی طاق راتوں میں ایک رات شب قدر کی ہوتی ہے۔

(۲۵۹) ایسا بھی دیکھنے میں اور سننے میں آتا ہے کہ کچھ نو جوان ایسے بھی

ہیں جو تراویح میں شریک نہیں ہوتے ہیں اور اعتکاف بیٹھ جاتے ہیں اور پھر تراویح کا اہتمام نہیں کرتے سو یاد رہے اس طرح اعتکاف میں بیٹھنا جائز نہیں ہے اور گمراہی اور نحوست کی علامت ہے۔

(۲۶۰) مسجد میں اعتکاف کرنے والا مسجد سے باہر کسی کی بھی نمازِ جنازہ میں شرکت نہیں کر سکتا چاہے وہ اس کے کسی عزیز کا جنازہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۲۶۱) اس سلسلے میں یاد رہے کہ مسجد میں جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ نماز جنازہ مسجد سے باہر ادا کی جائے۔

(۲۶۲) اگر کسی مریض کے سلسلے میں کسی اعتکاف کرنے والے نے یہ نیت کی ہے کہ اگر اس کا انتقال ہو گیا تو میں اُن کے جنازے کے لئے باہر جاؤں گا تو وہ معتکف نمازِ جنازہ کے لئے باہر جا سکتا ہے۔

(۲۶۳) اسی طرح مسجد میں اعتکاف کرنے والا کسی بھی مریض کی عیادت کے لئے مسجد سے باہر نہیں جا سکتا ایسا کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(۲۶۴) خواتین اپنے گھروں میں اعتکاف کر سکتی ہیں وہ اپنے گھر کے کسی حصہ میں خلوت اختیار کریں جہاں نماز پڑھی جاتی ہو۔

(۲۶۵) اگر گھر میں کوئی جگہ مقرر نہیں ہے تو رمضان المبارک کے ایام

میں جگہ مقرر کرلیں اور وہیں پر اعتکاف کی نیت سے بیٹھ جائیں۔

(۲۶۶) خواتین اپنے معتکَف (اعتکاف والی جگہ) میں بیٹھ کر گھر کی دوسری خواتین سے کام کرواسکتی ہیں لیکن ضروری ہے کہ زیادہ وقت اپنی اعتکاف والی جگہ پر گزاریں۔

(۲۶۷) اکثر دیکھا جاتا ہے کہ آخری دن چاند نظر آتے ہی لوگ ایسے اپنے گھروں کو بھاگتے ہیں جیسے کسی جیل خانے میں قیدی تھے ایسا کرنے سے عبادات اور اجر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۲۶۸) اسی طرح جلدی جلدی میں بغیر چاند نظر آئے بھی کچھ لوگ نکل جاتے ہیں اِس میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے اور ایسا کرنا اعمال کے مردود ہونے کی نشانی ہے۔

(۲۶۹) معتکفین کو کوشش اس بات کی کرنی چاہیے کہ عشاء کی نماز ادا کر کے اپنے گھروں کو جائیں تاکہ اس روز کی عبادات بھی مکمل ہو جائیں۔

(۲۷۰) اکثر دیکھا گیا ہے کہ چاند رات کو لوگ اپنی اِس قیمتی رات کو بازاروں کی نظر کر دیتے ہیں یہ بھی انتہائی قبیح فعل ہے اور پورے رمضان کی عبادت کو مردود کرنے کے برابر ہے۔

(۲۷۱) ایسا کرنے والے اس انعام والی رات کی تمام نعمتوں سے محروم ہوجاتے ہیں۔

(۲۷۲) روایات سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ پورے مہینے کی عبادات کا اجروثواب اسی رات یعنی چاندرات کو تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۲۷۳) جب لوگ بازاروں میں، ہوٹلوں میں اور شاہراہوں میں گھوم رہے ہونگے تو یہ اجروثواب کس کو ملے گا؟ اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔

(۲۷۴) ایک مسئلہ اور اس سلسلے میں یاد رکھیں کہ اگر کسی کا اعتکاف کسی بھی وجہ سے ٹوٹا تو اعتکاف کی قضاء نہیں ہوتی ہے، اس لئے اعتکاف کے لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔

شبِ قدر

(۲۷۵) جناب نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق شب قدر رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں ۲۱،۲۳،۲۵،۲۷ یا ۲۹ میں ہی ہوگی

(۲۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رمضان کے آخری دس دنوں میں) اتنی کوشش کرتے تھے کہ دوسرے عشروں میں اتنی

کوشش نہیں کرتے تھے۔
(۲۷۷) اس آخری عشرہ میں اس قدر زیادہ عبادت میں کوشش کرنے سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو بھی اس امر کا اندازہ تھا کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری دس دنوں میں ہوتی ہے۔
(۲۷۸) جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں زیادہ امید ہے کہ یہی شبِ قدر ہو۔
(۲۷۹) ستائیسویں شب میں قرآنِ کریم کا تراویح میں ختم کرنے کو بھی جمہور علماءِ کرام نے زیادہ بہتر لکھا ہے۔
(۲۸۰) اس رات میں جاگ کر نماز تلاوت درود شریف اور دعاؤں وغیرہ کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔
(۲۸۱) اس رات کا کوئی خاص عمل نہیں ہے۔
(۲۸۲) بہتر یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے سبھی اعمال کئے جائیں اس طرح ہر قسم کے اعمال کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا۔
(۲۸۳) اکثر مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ ستائیسویں رات کو باقاعدہ اہتمام سے رت جگہ ہوتا ہے اور لاؤڈ سپیکر پر حمدیہ اور نعتیہ اشعار پڑھے

جاتے ہیں اور چیخ چیخ کر دعائیں مانگی جاتی ہیں سو یاد رہے کہ ایسا کرنا خالص بے دینی ہے، اور مسجد میں چیخ و پکار کرنا حرام ہے۔

(۲۸۴) کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس رات کی کوئی خاص عبادت تعلیم نہیں فرمائی اور نہ ہی چیخ چیخ کر دعاؤں کی تلقین کی۔

(۲۸۵) بلکہ روایات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تمہیں شبِ قدر کی اطلاع دوں گا لیکن جب حضرت ﷺ باہر تشریف لائے تو دو صحابی آپس میں کچھ جھگڑا کر رہے تھے اور اسی میں اُن کی آوازیں بلند ہو گئیں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آوازیں اونچی ہونے کی وجہ سے اس رات کی تعین اٹھا لی بس آخری طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوگی۔ (بخاری جلد اص ۱۲ ،۲۷۱) اتنی واضح حدیث کے بعد بھی اس کے خلاف عمل کرنا دین سے دوری اور کج فہمی کی بات ہے۔

(۲۸۶) اس رات میں مسجدوں میں جمع ہونے اور باقاعدہ تقریریں وغیرہ کرنے کرانے کی کوئی اصل نہیں ہے یہ سب بدعات میں سے ہے کہ مساجد میں میلے لگانے رو رو کر اجتماعی دعائیں کرنا۔

(۲۸۷) اسکی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں شب قدر میں جاگنے کا یہ طریقہ کسی نے نقل نہیں کیا ہے حالانکہ اس کی قیمت اور اس کا ثواب وہ حضرات زیادہ پہچانتے تھے۔

نمازِ عید الفطر

(۲۸۸) عید الفطر کی نماز واجب ہے اور یہ دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

(۲۸۹) اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے نیت اس طرح کریں کہ میں عید الفطر کی واجب نماز مع چھ زائد تکبیروں کے اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں۔

(۲۹۰) پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں۔

(۲۹۱) پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہہ کر دونوں ہاتھ چھوڑ دیں پھر دوسری بار ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ چھوڑ دیں، پھر تیسری بار ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔

(۲۹۲) اب امام قرأت کرے گا اور مقتدی خاموش کھڑے ہو جائیں، یہ رکعت یوں پوری ہو جائے گی۔

(۲۹۳) دوسری رکعت کے لئے جب کھڑے ہوں اور قرأت سے فارغ ہو جائیں تو تکبیر کہیں اور ہاتھ چھوڑ دیں پھر دوسری بار تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ

دیں پھر تیسری بار تکبیر کہیں اور ہاتھ چھوڑ دیں۔

(۲۹۴) پھر بغیر ہاتھ اٹھائے چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائیں اور قاعدے کے موافق نماز پوری کریں۔

(۲۹۵) پھر امام کھڑے ہوکر خطبہ پڑھے اور تمام لوگ خاموش بیٹھ کر سنیں۔

(۲۹۶) واضح رہے کہ دعا، نمازِ عید کے خطبہ کے بعد ہی مناسب ہے، خطبہ سے پہلے دعا کرنا خلافِ سنت عمل ہے۔

(۲۹۷) عیدگاہ میں عید الفطر کی نماز سے پہلے یا نماز کے بعد کسی قسم کے کوئی نوافل پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(۲۹۸) صاحبِ ہدایہ رحمہ اللہ نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ جنابِ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی کوئی نوافل عید کی نماز سے پہلے یا عیدگاہ میں نہیں پڑھے حالانکہ آپ ﷺ نماز کے سب سے زیادہ شوقین تھے۔

(۲۹۹) عیدگاہ آنے جانے کے لئے الگ راستوں کا انتخاب کرنا بھی مستحب ہے۔

(۳۰۰) آپس میں ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دینے میں یا گلے ملنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔

